سلسلہ نقشبندیہ کا تعارف

محمد جمیل*

مطلوب احمد رانا**

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی رحمت وشفقت سے صرف پیدا ہی نہیں فرمایا بلکہ صحیح اور غلط راستے بھی اس کے سامنے متعین کردیے ہیں تاکہ وہ اپنی زندگی اطاعت الٰہی وشریعت اسلامی کے تحت گزارے اور دنیوی وآخری فلاح کا مستحق بن سکے مگر چونکہ انسان طبعاً کمزور اور بھولنے والا پیدا ہوا ہے اس لیے بار بار راہِ راست سے بھٹک جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی بھلائی، گمراہ لوگوں کی ہدایت اور پیغام حق کی تبلیغ کے لیے مختلف ادوار میں اس روئے زمین پر اپنے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا، نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری کیا اور شریعتیں اور کتابیں نازل فرمائیں تاکہ انسانوں کی اصلاح وتربیت کا عمل ممکن ہوسکے۔ اسلام وہ آفتاب درخشاں ہے جس نے مطلع عالم پر طلوع ہوکر ہر قسم کی تاریکیوں کو کافور کردیا۔ اس دین قیم کی تبلیغ واشاعت بڑا اہم فریضہ ہے جو امت محمدیہ کو سونپا گیا ہے اور امت محمدیہ کو بہترین امت ہی اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ اسے تبلیغ واشاعت دین کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ لہٰذا ایک ایسا گروہ تیار کرنا پوری امت کا اجتماعی فریضہ ہے، جس کا علم وعمل، ظاہر وباطن اور قول وفعل آقائے دو جہان، سرورکائنات محمد رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا عکس جمیل ہو، جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں صوفیاء کرام کا ایک گروہ ملتا ہے جو دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کو اپنی زندگی کا نہایت مقدس فریضہ سمجھتے اور اسے سرانجام دینے کے لیے سرتوڑ کوشش کرتے تھے اس کوشش میں صوفیاء کے کئی گروہ وجود میں آئے جن میں سے ایک ''سلسلہ نقشبندیہ'' ہے۔

صوفیاء کرام کے سلاسل میں سے نقشبندیہ ایک معروف ترین سلسلہ ہے جو سیدنا ابوبکرؓ کی طرف منسوب ہے۔ مختلف زمانوں میں اس کے مختلف القاب رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ سے شیخ بایزید بسطامی (م-۲۶۱ھ) تک اسے صدیقیہ کہتے ہیں اور بایزید بسطامی سے خواجہ عبدالخالق غجدوانی (م-۱۱۷۹ء) تک طیفوریہ اور خواجہ عبدالخالق سے خواجہ بہاؤ الدین نقشبند (م-۷۹۱ھ) سے یہ طریقہ ''نقشبندیہ'' کے نام سے منسوب ہے کیونکہ آپ نے اس کی ترویج واشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا اس لیے آپ کو سلسلہ نقشبندیہ کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔

میر صفر احمد معصومی سلسلہ نقشبندیہ کی نسبت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''منسوب به حضرت صدیق اکبر است کلاں تر صاداقان این امت خیر الامم است''(۱)

سلسلہ نقشبندیہ حضرت صدیق اکبر سے منسوب ہے جو اس امت خیر الامم میں سب سے عظیم صادق تھے۔

قدامت کے اعتبار سے اس سلسلے کو چشتیہ، سہروردیہ اور قادریہ سلسلوں پر فوقیت حاصل ہے۔(۲۰)

*لیکچرر، گورنمنٹ علامہ اقبال پوسٹ گریجویٹ کالج، سیالکوٹ، پاکستان

**پرنسپل، گورنمنٹ ڈگری کالج سالاروالہ، فیصل آباد، پاکستان

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نقشبندی سلسلہ پندرہویں صدی عیسوی سے مشہور ہے۔اس سے پہلے یہ طریقہ خواجگان کہلاتا تھا۔(۳) دارالشکوہ نے سفینۃ الاولیاء میں نقشبندیہ سلسلہ کو خواجگان ہی کہا ہے۔(۴) طریقہ خواجگان کی ابتداء ۱۱۴۰/ ۵۳۵ھ میں شیخ یوسف ہمدانی سے ہوئی تھی۔تبدیلی نام کی وجہ سے وسط ایشیاء کے اس سلسلے کے بڑے صوفی خواجہ بہاؤالدین نقشبندی کے نام کی وجہ سے ہے۔(۵) حضرت خواجہ کے بعد حضرت علاء الدین عطار (ف ۸۰۲ھ/ ۱۳۹۹ء)،حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری (ف ۸۲۲ھ/ ۱۴۱۹ء) اور حضرت خواجہ یعقوب چرخی (ف ۸۵۱ھ/ ۱۴۴۷ء) نے اس سلسلہ کی نشر و اشاعت میں بھرپور حصہ لیا۔(٦)

سلسلہ نقشبندیہ کا تعارف کرواتے ہوئے پروفیسر عبدالرسول للّٰہی لکھتے ہیں:

''شروع میں سلسلہ نقشبندیہ کو سلسلہ خواجگان کہتے تھے اور آج بھی حضرت عبدالخالق غجدوانی سے حضرت محمد بہاؤالدین نقشبند تک سات مشائخ کو ہفت خواجگان نقشبند کہا جاتا ہے۔حضرت محمد بہاؤالدین نقشبند کے بعد یہ طریقہ آپ کے نام سے منسوب ہوگیا اور سلسلہ نقشبندیہ کہلایا۔اس طریقہ میں پورے روحانی شجرہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔بانی سلسلہ سے اوپر آنحضور تک سلسلہ ذہبیہ (سنہری) کہلاتا ہے اور بانی سے نیچے موجودہ شیخ تک سلسلہ تربیۃ کہلاتا ہے۔''(۷)

وہ سات عظیم شخصیات جن کو ہفت خواجگان کہا جاتا ہے۔مندرجہ ذیل ہیں:

۱-حضرت عبدالخالق غجدوانی (۱۱۷۹ء/ ۵۷۵ھ)

۲-حضرت عارف ریوگری (۱۲۲۰ء/ ٦۱٦ھ)

۳-حضرت محمود انجیر فغنوی (۱۲۴۵ء/ ٦۴۳ھ)

۴-حضرت عزیزاں علی رامیتنی (۱۳۲۱ء/ ۷۲۱ھ)

۵-حضرت محمد بابا سماسی (۱۳۵۴ء/ ۷۵۵ھ)

٦-حضرت امیر سید کلال (۱۳۷۱ء/ ۷۷۲ھ)

۷-حضرت محمد بہاؤالدین نقشبند (۱۳۸۹ء/ ۷۹۱ھ)۔(۸)

اگرچہ خواجہ غجدوانی نے اس سلسلہ کو فروغ دینے کی بڑی کوششیں کیں لیکن اس کو مقبول عام بنانے کا شرف خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند کے حصہ میں آیا۔اس سلسلہ کی ترویج و اشاعت میں خواجہ عبیداللہ احرار اور مولانا شیخ اسماعیل لاہوری نے نمایاں کردار ادا کیا۔

برصغیر میں سلسلہ نقشبندیہ کی آمد:

یہ سلسلہ پاک و ہند میں اس وقت پہنچا جب کہ مغلیہ حکومت کا دور دورہ تھا۔مغلیہ حکومت کے استحکام کے بعد روز بروز اسلام کی جڑیں اس ملک میں زیادہ مضبوط ہورہی تھیں اور اسلامی علوم اور فقہ کی اشاعت بڑھ گئی تھیں۔ایسے عالم میں بعض

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

متشرع بزرگوں کو، جو تصوف اور ذاتی تجربات کو بھی اہمیت دیتے تھے۔ایک ایسے صوفیانہ نظام کی تلاش تھی جس کی کوئی بات شرع کی نظر میں مشتبہ نہ ہو، بالآخر نقشبندیہ سلسلہ نے اس ضرورت کو پورا کیا۔[۹]

برصغیر میں سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت کے حوالے سے پروفیسر محمد اقبال مجددی رقمطراز ہیں:

''پاکستان و ہند میں سلسلہ نقشبندیہ کا احیاء حضرت خواجہ باقی باللہ نے کیا اور آپ کے خلیفہ نامدار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے اسے بام عروج تک پہنچایا۔آپ کی اولاد اور خلفائے کرام نے اسے باقاعدہ ایک تحریک کی شکل دی اور اس مجددی تحریک کی بدولت یہاں احیائے دین کے لیے معرکہ الآرا کارنامے انجام دیے گئے۔''(۱۰)

گیارہویں صدی ہجری کی ابتداء میں حضرت خواجہ باقی باللہ نے دہلی میں تشریف لا کر اس دور کی ضروریات کے پیش نظر دعوت وتبلیغ اور تعلیم وتربیت کا ایک اور اہم جاندار اور طاقت ور نظام قائم کیا۔اس نظام رشد و ہدایت کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ سے تھا۔اس مرکزی نظام کو خدائے ذوالجلال کی تائید وحمایت سے شیخ احمد سرہندی، خواجہ محمد معصوم سرہندی اور خواجہ سیف الدین سرہندی جیسے اولوالعزم، فعال جامع کمالات بزرگ مل گئے جنھوں نے اپنی عزیمت، فراست اور حکمت عملی سے اکبری اور جہانگیری دور میں پیدا ہونے والی گمراہیوں کا مقابلہ کیا اور حکومتی اقتدار اور معاشرے کو ان کے تباہ کن اثرات سے بچانے کے لیے بھرپور کوششیں کیں، انہی بزرگوں کی جدوجہد کے نتیجے میں معاشرے کے اندر کتاب اللہ اور سنت رسول کی پیروی کا احترام اور ایقان راسخ ہوا۔ (۱۱)

خواجہ باقی باللہ اکبر بادشاہ کے زمانے میں پاک وہند میں تشریف لائے تھے۔اس وقت عہد اکبری میں علماء وصلحا کی کوئی کمی نہ تھی۔مورخین عہد نے ان کی جو طویل فہرستیں دی ہیں، ان سے خیال ہوتا ہے کہ اس دور کو علم اور تصوف کا عہد زریں سمجھنا چاہیے، لیکن عام طور پر ان بزرگوں نے عہد اکبری کی مذہبی بوالعجبیوں کو دور کرنے کے لیے کوئی موثر کوشش نہ کی۔ان میں سے جو غالی وحدت الوجودی خیالات کے تھے (مثلاً شیخ امان پانی پتی کے قبیلہ دار) وہ تو اکبر کی مذہبی اختراعوں میں اس کے شریک کار ہو گئے۔جو شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی طرح ان اختراعوں سے متنفر تھے وہ زیادہ تر دربار سے کنارہ کش رہے اور گوشہ تنہائی میں اللہ اللہ یا درس وتدریس کرنے لگے۔دربار اکبری کے مذہبی رجحانات کے خلاف مستحکم محاذ ایک ایسے بزرگ نے قائم کیا جو عہد اکبری کے بالکل آخر میں پاک وہند میں آئے۔انہیں یہاں چار پانچ سال سے زیادہ کام کرنا نصیب نہ ہوا۔لیکن وہ نہ صرف روحانی پاکیزگی اور سربلندی میں بے نظیر تھے۔بلکہ ان کا طریقہ کار وقت کی ضرورت کے لیے خاص طور پر موزوں تھا۔عام طور پر اہل اللہ ارباب اقتدار سے الگ تھلگ رہتے تھے۔چشتی، سہروردی، قادری سلسلوں کی تمام روایات گوشہ تنہائی میں یادخدا کرنے کی ہیں۔لیکن اس وقت دربار شاہی سے بدعت وتجدد کی لہریں آ رہی تھیں اور اگرچہ ان سے عوام پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔تاہم بعض درباریوں کے عقائد متزلزل ہو گئے تھے۔اس وقت ضرورت اس امر کی تھی کہ ارباب فیض دربار شاہی اور اقتدار

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

سے الگ تھلگ رہنے کی بجائے خاص طور پر ان سے ربط وضبط پیدا کریں اوران خرابیوں کی اصلاح کریں جو اکبر کی مذہبی اور معاشرتی بدعتوں نے پیدا کردی تھیں۔صوفیہ میں اس طریق کار کے سب سے پرزور ترجمان نقشبندی حضرات ہیں۔(۱۲)

برصغیر پاک وہند میں سلسلہ نقشبندیہ کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی لکھتے ہیں:

برصغیر پاک وہند میں یہ سلسلہ نویں صدی ہجری میں آیا۔جن بزرگان دین کے ذریعے برصغیر میں سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت ہوئی ان کے نام درج ذیل ہیں:

مولانا عبدالرحمٰن لاہوری (۹۵۰ھ/۱۵۴۳ء) مولانا حسام الدین سرخ (۹۷۰ھ/۱۵۶۲ء)

مولانا اسماعیل لاہوری (۹۸۰ھ/۱۵۷۲ء) خواجہ خاوند محمود (۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء)

خواجہ معین الدین (۱۰۸۵ھ/۱۶۷۴ء) خواجہ باقی باللہ (۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء) (۱۳)

اس مختصر پس منظر کے بعد، یہاں یہ وضاحت بہت ضروری ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ سے وابستہ ان ممتاز ونمایاں صوفیائے کرام کا تذکرہ کیا جائے،جن کی خدمات اور کارناموں سے سرزمین پاکستان روشن ہے۔یوں تو اس ضمن میں سینکڑوں اسمائے گرامی لیے جاسکتے ہیں،لیکن حضرت طاہر بندگی،حضرت سید خاوند محمود،حضرت مخدوم آدم،حضرت مخدوم محمد معین ٹھٹھوی، حضرت مخدوم محمد زمان،حضرت میاں محمد عمر چمکنی،حضرت شاہ فقیر اللہ،حضرت حاجی بہادر،مخدوم حافظ عبدالغفور،حضرت یحییٰ، حضرت خواجہ عبدالرحیم باعذری،حضرت غلام محی الدین قصوری،حضرت غلام مرتضیٰ بیر،حضرت خواجہ محمد عثمان ذامائی،حضرت محمد صدیق، حافظ محمد صدیق، حافظ محمد عبدالکریم، حضرت محمد عبداللہ درخانی ،حضرت سید نور الحسن بخاری، حضرت محمد اسماعیل شاہ کرمانوالے، حضرت فیض محمد قندھاری کے نام اہم ہیں۔(۱۴)

سلسلہ نقشبندیہ کے بانی کا تعارف

حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت:

آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد البخاری تھا۔آپ کی ولادت شہر بخارا سے ایک فرسنگ فاصلہ پر قصر عارفاں میں ۴ محرم الحرام ۷۱۸ھ بمطابق ۱۳۱۹ء میں ہوئی۔(۱۵)

پیدائش سے پہلے حضرت بابا محمد سماسی نے آپ کی ولادت کی بشارت دی تھی۔تولد سے تیسرے روز آپ کے جدامجد آپ کو حضرت بابا محمد سماسی کی خدمت میں لے گئے۔حضرت نے آپ کو فرزندی میں قبول فرمایا اور اپنے خلیفہ سید امیر کلال سے آپ کی تربیت کے بارے میں عہد لیا۔(۱۶)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نقشبند کی وجہ تسمیہ:

آپ حضرت بہاؤ الدین نقشبند کے نام سے معروف ہوئے۔نقشبند کی کئی وجہ بیان کی جاتی ہیں۔کہا جاتا ہے کہ آپ کا قالین بانی کا کارخانہ تھا جس میں قالینوں پر طرح طرح کی نقشبندی یعنی نقش ونگاری کا کام کرتے تھے اور کراتے تھے اسی وجہ سے آپ کو نقشبند کہتے ہیں۔(۱۷)

نقشبند کے لفظی معنی ''مصور'' کے ہیں اور اس کے تشریحی معنی ''علم الٰہی کی لاثانی تصویر کھینچنے والا'' کے ہیں۔بعض صوفیائے کرام نے نقشبند کے اصطلاحی معنی ''اپنے دل میں کمال حقیقی کا نقش رکھنے والا'' بیان کیے ہیں۔(۱۸)

نقشبند کی وجہ تسمیہ کے متعلق پروفیسر محمد فائق رقمطراز ہیں:

''حضرت بہاؤ الدین مولانا زین الدین کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے تو صبح کی نماز کے بعد مولانا عبادت میں مشغول ہوئے تو حضرت بہاؤ الدین بھی آ کر ان کے پاس بیٹھ گئے۔مولانا نے فرمایا کہ اے خواجہ ہمارا نقش بھی باندھو۔یعنی ہمارے حال پر توجہ فرمائیں۔حضرت نے بطور تواضع کے جواب دیا کہ ہم خود نقش بننے کے لیے آئے ہیں۔اس کے بعد مولانا آپ کو مکان پر لائے اور آپ کی ضیافت کی اور دونوں کی باہم بڑی صحبت رہی تین دن تک آپ نے ان پر توجہ فرمائی غالباً اسی روز سے آپ کا لقب نقش بند ہوا اور یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ آپ کی پہلی صحبت سے ماسوا کا نقش سالک کے دل سے مٹ جاتا تھا اس لیے آپ نقشبند کے لقب سے مشہور ہوئے ہوں۔''(۱۹)

بعض کہتے ہیں کہ جو طالب خدا آپ کی خدمت میں آتا تھا،آپ اپنی نظر کیمیائے اثر سے اس کے دل میں عالم باطن کا ایک نقش باندھ دیتے تھے اسی سبب سے آپ کو نقشبند کہا جاتا ہے۔(۲۰)

بعض کہتے ہیں کہ آپ مریدین کو اسم مبارک ''اللہ'' لکھ کر دیتے تھے۔تاکہ اس کا تصور دل میں جمائیں۔اس سے دل پر لفظ اللہ منقش ہو جاتا ہے۔اس وجہ سے آپ نقشبند کے نام سے مشہور ہو گئے۔(۲۱)

حضرت غوث علی شاہ فرماتے ہیں:

''حضرت بہاؤ الدین حضرت میر کلال کی خدمت میں مشرف بہ بیعت ہوئے تو حضرت میر کلال نے ظروف پر اسم ذات لکھنے کی خدمت ان کے سپرد کی،اتفاقاً ایک روز برتنوں پر اسم ذات کا لکھنا بھول گئے کسی دشمن نے تمام برتن اٹھا کر میر کلال کے روبرو پیش کیے کہ حضرت دیکھیے آپ کے حکم کی تکمیل نہیں کی،آپ نے خواجہ بہاؤ الدین کو بلا کر فرمایا کہ تم نے برتنوں پر اسم ذات کیوں نہیں کندہ کیا۔خواجہ صاحب نے جو برتنوں پر نظر ڈالی تو سب پر اسم ذات کندہ ہو گیا اور عرض کی کہ حضرت میں نے اسم ذات لکھ دیا ہے۔حضرت میر کلال نے جو دیکھا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تو اسم ذات کندہ ہے، اسی وقت میر کلال نے فرمایا کہ تم نقشبند ہو۔" (۲۲)

آثار ولائیت:

لڑکپن ہی سے ولایت کے آثار اور کرامت وہدایت کے انوار آپ کی پیشانی سے ظاہر ہوئے۔آپ کی والدہ کا بیان ہے کہ میرا فرزند بہاؤالدین چار سال ایک ماہ کا تھا۔میرے پاس ایک گائے تھی جو حاملہ تھی،ایک روز میرے فرزند نے اس کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ یہ گائے سفید پیشانی والا بچھڑا جنے گی۔چنانچہ چند ماہ کے بعد قدرت حق تعالیٰ سے اس گائے نے ویسا ہی بچھڑا جنا۔جنھوں نے میرے فرزند کی بات سنی تھی وہ حیران ہوئے اور حضرت باباسماسی کے نقش مبارک کا اثر ثابت ہوگیا۔ (۲۳)

تعلیم وتربیت:

آپ کو آداب طریقت کی تعلیم بظاہر سید امیر کلال سے ہے۔مگر حقیقت میں آپ اویسی ہیں،کیونکہ آپ کی تربیت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی روحانیت سے ہوئی ہے۔حضرت خواجہ نقشبند نے اپنی کیفیات کے بارے میں خود بیان فرمایا کہ اس زمانہ میں جذبات،غلبات اور بے قراری بہت بڑھ گئی تھی اور میں راتوں کو بخارا کے نواح میں مختلف مزاروں پر پھرا کرتا تھا۔ایک رات اسی طرح حاضری دے رہا تھا۔جس مزار پر پہنچتا تھا دیکھتا کہ چراغ تیل سے بھرا ہوا ہے مگر ٹمٹما رہا ہے۔بتی کو ذرا اوپر اٹھانے کی ضرورت تھی تاکہ تیل سے باہر آجائے اور خوب روشن ہوجائے۔

پہلے میں خواجہ محمد واسع کے مزار پر پہنچا۔وہاں سے اشارہ ہوا کہ خواجہ محمود انجیر فغنوی کے مزار پر جانا چاہیے۔جب وہاں پہنچا تو دو شخص آئے،انہوں نے دو تلواریں میری کمر پر باندھیں اور گھوڑے پر سوار کرکے اس کی باگ خواجہ مزدآخن کے مزار کی جانب موڑ دی میں رات کے آخری حصہ میں ان کے مزار پر پہنچا۔وہاں بھی چراغ اور بتی کو اسی حالت میں پایا،میں نے بتی کو اوپر سرکا دیا اور قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھ گیا۔اسی وقت مجھے غیبت ہوئی،کیا دیکھتا ہوں کہ قبلہ کی جانب سے دیوار شق ہوگئی ہے۔ایک تخت پر ایک بزرگ بیٹھے ہیں جن کے آگے سبز پردہ لٹکا ہوا ہے۔اس تخت کے گرد ایک جماعت حاضر ہے۔اس جماعت میں سے میں نے حضرت باباسماسی کو پہچان لیا کیونکہ میں زندگی میں انہیں دیکھ چکا تھا۔اس سے مجھے پتہ چل گیا کہ یہ گزرے ہوئے بزرگوں کی جماعت ہے۔دل میں خیال آیا کہ معلوم کرنا چاہیے کہ سبز پردہ کے پیچھے تخت پر کون بزرگ بیٹھے ہیں۔اتنے میں ایک شخص اٹھا اور اس نے بتایا کہ یہ بزرگ حضرت عبدالخالق غجدوانی ہیں۔اور یہ جماعت ان کے خلفاء کی ہے، پھر اس شخص نے سب کے نام بتائے اور اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ احمد صدیق ہیں،یہ اولیاء کبیر ہیں۔یہ عارف ریوگری ہیں، یہ محمود انجیر فغنوی ہیں،یہ علی رامیتنی ہیں اور یہ محمد باباسماسی ہیں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اب اس جماعت نے مجھے کہا کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی تم سے کچھ باتیں فرمائیں گے جو طریق سلوک کے حق میں ضروری ہیں، اس لیے خوب غور سے سنو۔ میں نے کہا کہ میں سننا چاہتا ہوں کہ حضرت خواجہ غجدوانی کی خدمت میں سلام عرض کروں۔ چنانچہ سبز پردہ ہٹا دیا گیا اور میں نے حضرت خواجہ کو سلام کیا۔ آپ نے چند کلمات فرمائے جو سلوک کی ابتداء، وسط اور انتہاء سے متعلق تھے۔ ان میں سے ایک یہ بات بھی تھی کہ تو نے چراغ تیل سے بھرے ہوئے دیکھے تھے، یہ تمہاری استعداد اور قابلیت کی بشارت تھی لیکن استعداد کی بتی کو حرکت دینا ضروری ہے تا کہ پوشیدہ اسرار ظاہر ہوں اور عمل بموجب قابلیت کرنا چاہیے تا کہ مقصود حاصل ہو، پھر آپ نے اس بات کی سخت تاکید فرمائی کہ عزیمت وسنت پر عمل کرنا چاہیے اور رخصت و بدعت سے پرہیز کرنی چاہیے، ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث واخبار اور صحابہ کرام کے حالات کی تلاش میں رہنا چاہیے۔ (۲۴)

حضرت امیر کلال سے روحانی فیض:

اس کے بعد حضرت خواجہ نقشبند حضرت امیر کلال کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یوں آپ کی باقاعدہ روحانی تربیت شروع ہوئی۔ آپ نے حضرت امیر کلال کی راہنمائی میں دن رات سخت محنت وریاضت کی، ہمہ وقت ذکر اور نفی اثبات بطریق خفی میں مشغول رہتے تھے۔

حضرت خواجہ غجدوانی کی ہدایت کے مطابق ہمیشہ عزیمت پر عمل کیا اور رخصت سے الگ رہے۔ اس کے ساتھ آپ کو احادیث واخبار رسول اللہ کی جستجو کا بھی حکم ہوا تھا اس لیے آپ علماء کی صحبت میں یہ علوم بھی حاصل کرتے رہے اور ان پر عمل کر کے اپنے باطن میں اس کے اثرات کا مشاہدہ کرتے رہے۔ آخر ایک دن حضرت امیر کلال نے فرمایا کہ اے میرے فرزند بہاؤالدین! حضرت محمد بابا سماسی نے مجھے تمہاری تربیت کی وصیت فرمائی تھی چنانچہ میں نے اس وصیت کے مطابق تمہاری تربیت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اس کے بعد حضرت میر کلال نے آپ کو اجازت مرحمت فرمائی۔ [۲۵]

شیخ عارف دیک کرانی کی خدمت میں حاضری:

حضرت امیر کلال کے ہاں سلوک کی تکمیل کے باوجود طبیعت کی بلندی پروازی مزید بلندیوں کی متقاضی تھی چنانچہ آپ حضرت امیر کے خلیفہ شیخ عارف الدین کرانی کے ہاں کئی سال تک مقیم رہ کر ریاضت اور روحانی تربیت میں مصروف رہے۔ آپ شیخ عارف کے احترام کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ نہر پر وضو کرتے وقت پانی کے بہاؤ کے نیچے کی طرف بیٹھتے اور چلتے وقت ان کے قدم پر قدم نہ رکھتے۔ (۲۶)

شیخ خلیل کی خدمت میں حاضری:

حضرت امیر کلال نے آپ کو اجازت دیتے وقت فرمایا تھا کہ تمہاری روحانیت کا مرغ بشریت کے بیضہ سے نکل آیا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہے مگر تمہاری ہمت کا مرغ بلند پرواز واقع ہوا ہے۔اس لیے ترک تاجک جس جگہ تمہاری ہمت کے مواقف ملے اس کے حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کرو۔ حضرت خواجہ نقشبند فرماتے ہیں کہ اس دن سے میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ مجھے مشائخ ترک سے حصہ ملے گا ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ حکیم اتا جو کبار مشائخ میں سے تھے، نے میرے لیے کسی درویش کی سفارش کی۔ میں نے اس درویش کی صوت دل میں بٹھالی۔ آخر ایک دن میں نے اسے بازار میں پہچان لیا یہ خلیل اتا تھے۔ اس وقت تو ان سے صحبت نہ ہوسکی مگر جب میں اپنے مقام پر واپس آیا تو ایک قاصد نے آکر پیغام دیا کہ تمہیں درویش خلیل بلاتے ہیں۔ میں فوراً کچھ ہدیہ لے کر پورے شوق کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے چاہا کہ اپنا خواب ان سے بیان کروں، مگر انہوں نے فرمایا کہ جو تمہارے دل میں ہے وہ مجھ پر عیاں ہے۔، کچھ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس سے میرے دل میں ان کی محبت وعقیدت میں مزید اضافہ ہوا۔ ان کی صحبت میں عجیب وغریب احوال مشاہدہ میں آئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد وہ چلے گئے اور صحبت کا یہ سلسلہ وقتی طور پر منقطع ہوگیا۔ کچھ عرصہ بعد اچانک خبر ملی کہ وہ درویش ماوراء النہر کا بادشاہ بن گیا ہے اور اب وہ سلطان خلیل اللہ کہلاتا ہے۔ سلطان خلیل نے حضرت خواجہ نقشبند کو اپنے پاس بلالیا۔ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ میں نے سلطنت کے دوران بھی ان سے بڑے کمالات دیکھے، اس طرح میرا میلان ان کی طرف اور زیادہ ہوا اور وہ مجھ پر بڑی شفقت فرماتے تھے اور کبھی مہربانی سے اور کبھی غصہ سے مجھے آداب خدمت سکھاتے اور یہ تعلیم مجھے اس راہ میں بہت کام آئی۔ میں چھ سال ان کی خدمت میں رہا۔ مجلس عام میں آداب سلطنت ملحوظ رکھتا اور تنہائی میں ان کا محرم خاص تھا۔ اپنے دربار کے روبرو بارہا فرمایا کہ جو شخص محض اللہ کی رضا کے واسطے خدمت کرتا ہے وہ خلق میں بزرگ ہوتا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ اشارہ کس کی طرف ہے۔(۲۷)

سلسلہ نقشبندیہ کی ابتداء:

حضرت خواجہ نقشبند نے جب طالبان حق کو پہاڑوں اور غاروں میں بڑی بڑی ریاضتیں کرتے دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کی کہ اے اللہ امت کے قویٰ ضعیف ہوگئے ہیں، اب ان میں زیادہ سختیاں جھیلنے کی ہمت نہیں ہے۔ لہٰذا اپنے فضل سے مجھے ایسا طریقہ عنایت فرما جو آسان ہو اور تجھ تک جلد پہنچانے والا ہو۔ پندرہ روز تک آپ سجدہ میں گریہ وزاری کرتے رہے۔ صرف نماز باجماعت اور حوائج ضروریہ کے لیے حجرہ سے باہر تشریف لاتے تھے۔ پندرھویں روز حضرت خواجہ کو اللہ کی طرف سے الہام ہوا، اے محمد بہاؤالدین ہم تجھ کو وہ طریقہ عنایت کرتے ہیں جو ہمارے محبوب کے صحابہ کا طریقہ ہے یعنی وقوف قلبی اور اتباع سنت نبی ﷺ آپ نے سجدہ سے سر اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کیا اور اس طریقہ کو (طریقہ نقشبندیہ) رائج کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو وہ ترقی عطا فرمائی کہ روم، شام، عرب، بخارا، ترکستان، کابل، چین اور برصغیر تک یہ سلسلہ پھیلتا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

چلا گیا اور کروڑوں لوگ اس سے مستفید ہوئے۔[۲۸]

معاشرتی معمولات:

زندگی کے آخری حصہ میں آپ قصر عارفاں (بخارا) میں ہی مقیم رہے۔آپ کے روزمرہ کے معمولات میں نمایاں پہلو خدمت خلق تھا۔ یہاں تک کہ جانوروں کی بھی خدمت اور دیکھ بھال کرتے۔ سڑکوں کی مرمت اور دیکھ بھال آپ کے مشاغل کا خصوصی حصہ تھا۔آپ کا پیشہ زراعت تھا ہر سال جو اور ماش کی کاشت کرتے، بیج، زمین اور بیلوں کے استعمال میں خاصی احتیاط کی جاتی۔اسی پیدوار سے گھر اور لنگر کا کام چلتا تھا۔

آپ کے ہاں ہر طرح فقر کا عالم تھا۔شہر میں آپ کا کوئی ذاتی مکان نہ تھا۔کسی کے مکان میں رہائش رکھتے تھے۔ سردیوں میں فرش پر گھاس بچھا دیا جاتا اور گرمیوں میں بوریا کا بستر ہوتا۔گھر میں کوئی خادم یا خادمہ نہ تھی۔لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا، بندگی اور خواجگی ایک ساتھ راس نہیں آتیں، اکثر کھانا خود پکاتے تھے اور دسترخوان کی خدمت بھی خود ہی کیا کرتے تھے۔ اگر کھانے میں کچھ تکلف ہوتا تو وہ چیز مہمان کے آگے رکھ دیتے۔کھانے میں حلال کی رعایت اور شبہات سے پرہیز کی بڑی تاکید فرماتے، غصے اور کراہت کی حالت میں پکایا ہوا کھانا بھی نہ کھاتے اور فرماتے کہ ایسے کھانے میں خیر و برکت نہیں ہوتی۔ کوئی آدمی آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرتا تو اتباع سنت میں اسے قبول کر لیتے لیکن اس آدمی پر بھی بدلہ میں احسان فرماتے۔ دسترخوان پر چراغ خاص طور پر مہمان کے پاس رکھتے تا کہ اسے آسانی ہو۔اگر وہ سو جاتا اور موسم سرد ہوتا تو گھر میں خواہ ایک ہی کپڑا ہوتا وہ مہمان پر ڈال دیتے۔غرضیکہ خدمت خلق کا جذبہ آپ کی روزمرہ زندگی میں ہر جگہ کارفرما تھا۔[۲۹]

تعلیمات تزکیہ:

تزکیہ نفس سے متعلق آپ کی تعلیمات واقوال مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ہمارا طریقہ صحبت ہے کیونکہ خلوت یا گوشہ نشینی شہرت ہے اور شہرت میں آمات ہے اور جمعیت صحبت میں ہے۔اور صحبت ایک دوسرے میں نفی ہونے کو کہتے ہیں۔[۳۰]

۲- اگرچہ نماز روزہ اور ریاضت و مجاہدہ حق تعالیٰ تک پہنچنے کا طریقہ ہے۔مگر ہمارے نزدیک وجود کی نفی سب طریقوں کے مقابلہ میں قریب تر ہے اور یہ ترکِ اختیار اور اپنی کوتاہیوں پر نظر کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

۳- اس راستے کے سالکوں کے لیے ماسواء اللہ کے ساتھ تعلق بہت بڑا حجاب ہے۔

۴- تیرا حجاب تیرا وجود ہے۔دع نفسک وتعال (اپنا وجود چھوڑ اور آ جا)

۵- مرشد کو چاہیے کہ طالب کے تینوں حال (ماضی، حال، مستقبل) سے باخبر ہوتا کہ اس کی تربیت کر سکے۔طالب کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ جس وقت کسی ولی اللہ کی صحبت میں ہو تو اپنے حال سے واقف رہے اور زمانہ صحبت کا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مقابلہ گزشتہ زمانہ سے کرے۔ اگر وہ بہتری کی طرف نرمی محسوس کرے تو اس بزرگ کی صحبت کو اپنے لیے فرض سمجھے۔

۶- طریقت سب ادب ہی ادب ہے۔ طلب راہ کی ایک شرط ادب ہے۔ ایک ادب حق تعالیٰ کی نسبت ہے، ایک ادب رسول اللہ کی نسبت ہے اور ایک ادب مشائخ طریقت کی نسبت ہے۔ حق تعالیٰ کی نسبت ادب یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں کمال بندگی کی شرط کے ساتھ اس کے احکام کی تعمیل کرے اور ماسوا سے بالکل منہ پھیرے۔ رسول اللہ کی نسبت ادب یہ ہے کہ اپنے آپ کو ہمہ تن حضور کی متابعت اور پیروی کے مقام پر رکھے۔ جو ادب مشائخ کی نسبت طالبوں پر لازم ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ مشائخ سنت رسول اللہ کی پیروی کے طفیل اس مقام پر پہنچے ہیں کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائیں۔

۷- ذکر کی تعلیم کسی کامل مکمل سے ہونی چاہیے تاکہ موثر ہو اور اس کا نتیجہ ظاہر ہو۔

۸- سالکین شیطانی و نفسانی خیالات کے دور کرنے میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ نفس و شیطان کی طرف سے کوئی خطرہ آنے سے پہلے ہی اسے دیکھ لیتے ہیں اور وہیں سے اسے دور کر دیتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ جب کوئی خطرہ دل میں آتا ہے تو اسے قرار پکڑنے سے پہلے رفع کر دیتے ہیں۔

۹- ایک دن ایک لڑکا اپنے گھر سے نکلا۔ قرآن شریف اس کے پاس تھا۔ اس نے حضرت خواجہ کو سلام کیا، جب آپ نے قرآن مجید کو کھولا تو یہ آیت نکلی۔﴿وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ﴾ (سورۃ کہف:۱۸)
حضرت خواجہ نقشبند نے فرمایا کہ امید ہے کہ ہم وہ ہوں گے۔

۱۰- کبار اہل حقیقت کا قول ہے کہ اس راستے کا سالک اگر اپنے نفس کو سو بار فرعون کے نفس سے بدتر نہیں جانتا وہ اس راستے میں نہیں ہے۔

۱۱- بخارا کے علماء میں سے ایک عالم نے حضرت خواجہ نقشبند سے سوال کیا کہ نماز میں حضور کس چیز سے حاصل ہوتا ہے؟ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ "طعام حلال سے جو وقوف قلبی و آگاہی سے کھایا جائے، نماز سے خارج اوقات میں اور وضو اور تکبیر تحریمہ کے وقت بھی وقوف کی رعایت چاہیے۔

۱۲- حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ میرے واسطے ہے۔ یہ صوم حقیقی کی طرف اشارہ ہے جو ماسوائے حق سے امساک کلی (مکمل دوری) کا نام ہے۔

۱۳- اگر ولی باغ میں آئے اور درختوں کے ہر پتے سے یہ آواز آئے، یا ولی اللہ! تو چاہیے کہ ظاہر و باطن میں اسے اس کی آواز کی طرف کچھ التفات نہ ہو، بلکہ بندگی و تفرع میں اس کی کوشش ہر لحظہ زیادہ ہو۔

۱۴- گروہ صوفیہ کی تین قسمیں ہیں۔ مقلد، کامل، کامل مکمل، مقلد اس پر عمل کرتا ہے جو اپنے شیخ سے سنتا ہے، کامل فیض

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

رسائی میں اپنی ذات سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ کامل مکمل کے سوا کوئی دوسروں کی تربیت نہیں کرتا اور نہیں کرسکتا۔

۱۵- لا الٰہ نفی آلہیہ طبیعت ہے اور الا اللہ اثبات معبود بحق اور مقصود ذکر سے یہ ہے کہ ذاکر کلمہ توحید، توحید کی حقیقت کو پہنچ جائے۔ بہت دفعہ کہنا شرط نہیں اور کلمہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ اس کلمہ کے کہنے سے ماسوا بالکل نفی ہو جائے۔

۱۶- وقوف زمانی جو سالک کا کارگزار (مستعد) ہے یہ ہے کہ سالک اپنے احوال سے واقف رہے کہ ہر زمانہ میں اس کا حال کیسا ہے۔ موجب شکر ہے یا موجب عذر خواہی۔

۱۷- راہ کہ جس کے ذریعے عارف مقصود حقیقی کو پالیتے ہیں ارو دوسرے محروم رہ جاتے ہیں۔ تین ہیں، مراقبہ، مشاہدہ، محاسبہ۔

۱۸- جس شخص نے اللہ کو پہچان لیا، اس پر کوئی شے پوشیدہ نہیں رہتی۔

۱۹- حدیث میں ہے "الکاسب حبیب اللہ" اس حدیث میں کسب رضا کی طرف اشارہ ہے نہ کہ کسب دنیا کی طرف۔

۲۰- متوکل کو چاہیے کہ اپنے توکل کا خیال نہ کرے اور اپنے توکل کو کسب میں چھپائے۔

۲۱- جو شخص اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے اس کا غیر سے التجا کرنا شرک ہے۔ یہ شرک عام کے لیے معاف ہے مگر خواص کے لیے معاف نہیں۔

۲۲- اس راستے (راہ سلوک) میں صاحب پندار اور تکبر (مغرور) کا کام نہایت مشکل ہے۔

۲۳- یہ ضروری نہیں کہ جو دوڑے گا وہ گیند لے جائے، مگر ملتی اسی کو ہے جو دوڑتا ہے۔

۲۴- میں نے اکابرین میں سے ایک سے پوچھا کہ درویشی کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ زبونی وخواری (یعنی بے عزت اور ذلت وخواری)

۲۵- درویش کو تحمل وبرداشت کے مقام میں ڈھول کی طرح رہنا چاہیے کہ ہر چند طمانچہ کھائے مگر صدائے مخالف اس سے ظاہر نہ ہو۔

۲۶- درویش اہل نقد ہیں، آئینہ پر نہیں چھوڑتے۔

۲۷- اللہ تعالیٰ کے قرب کا سب سے نزدیک راستہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی مخالفت کرتا رہے۔ (۳۱)

وفات:

آپ کا وصال بروز پیر ۳/ربیع الاول ۷۹۱ھ بمطابق ۱۳۸۹ء ۷۳ سال کی عمر میں قصر عارفاں (بخارا) میں ہوا۔ (۳۲)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

خلاصہ بحث:

گزشتہ صفحات میں سلاسل تصوف کے مشہور سلسلہ نقشبندیہ کی سرگزشت اختصار کے ساتھ بیان کی گئی ہے سلسلہ نقشبندیہ کے پیروؤں نے عالم اسلام اور بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی ترویج واشاعت کی اور ہزاروں بندگان خدا کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کر کے اسلام کا بول بالا کیا، وہ اپنے ارشادات عالیہ سے اپنے سامعین کے قلوب کو منور کرتے تھے اور ان کی فکر ونظر میں ایک عظیم روحانی واخروی انقلاب برپا کر دیا کرتے تھے۔ صوفیاء کرام لوگوں کی اصلاح وتربیت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے تھے کیونکہ ان کے پیش نظر مقصد بڑا عظیم تھا اور وہ تھا تعلیمات اسلامیہ کی ترویج واشاعت، اس مقصد کے حصول کی خاطر انہوں نے اپنی ساری صلاحیتیں صرف کر دیں۔ سلسلہ نقشبندیہ سے وابستہ آج بھی برصغیر میں کئی ایسی خانقاہیں ہیں جہاں سے اشاعت اسلام اور اصلاح احوال کے حوالے سے نمایاں کوششیں ہو رہی ہیں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حواشی وحوالہ جات

۱- معصومی، صغر احمد، میر: مقامات معصومی تصحیح وتقابل محمد اقبال مجددی، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۲۰۰۴ء، ۲۹/۳

۲- حامد خان، حامد، پروفیسر: تذکرہ حضرت سخی سرور، تیسرا ایڈیشن، لاہور، محکمہ اوقاف حکومت پنجاب، ۲۰۰۱ء، ص ۶۶

۳- حسن بیگ، نقشبندیہ اوراحرار تاریخ کی روشنی مین، سہ ماہی ''الزبیر'' بہاولپور، اردو اکیڈمی ۲۰۱۲ء، ج: ۵۳، شمارہ: ۱، ص ۳۱

۴- داراشکوہ، شہزادہ: سفینۃ الاولیاء، در مطبع منشی نول کشور، بہ طبع مزین مقبول جہاں گردید، (س۔ن)، ص ۷۸

۵- حسین بیگ، نقشبندیہ اوراحرار تاریخ کی روشنی میں، سہہ ماہی ''الزبیر'' بہاولپور، اردو اکیڈمی ۲۰۱۲ء، ج: ۵۳، شمارہ ۱، ص: ۳۱

۶- مقامات معصومی، ۱/۱۱

۷- للہی، عبدالرسول محمد، پروفیسر: تاریخ مشائخ نقشبندیہ، لاہور، مکتبہ زاویہ، ۲۰۰۷ء، ص ۲۷

۸- ایضاً، ص ۲۸

۹- ہاشمی، حمیداللہ، شاہ: احوال وآثار حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی، لاہور، تصوف فاؤنڈیشن، ۲۰۰۰ء/۱۴۲۰ھ، ص ۶۴

۱۰- مجددی، محمد اقبال، پروفیسر: (مقدمہ) مقامات معصومی، ۱/۱۲

۱۱- افروغ حسن، حافظ: روحانیت کا گلزار کہکشاں، لاہور، جسارت پرنٹرز، (س۔ن)، ص ۱۴

۱۲- محمد اکرام، شیخ: رودِ کوثر، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۲۰۰۵ء، ص ۱۹۰، ۱۹۱

۱۳- عبدالمجید سندھی، میمن، ڈاکٹر: پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء، ص ۴۷۳-۴۷۶

۱۴- عالم فقیری، تذکرہ اولیائے ہندوستان، لاہور، شبیر برادرز، ۱۹۹۳ء، ۴/۲

۱۵- مجددی، بشیر احمد، مفتی: تذکرہ مشائخ نقشبند (انوار لاثانی کامل) اشاعت اوّل، نارووال، دربار جماعت علی شاہ لاثانی، علی پور سیداں، ۲۰۰۹ء، ص ۱۳۵

۱۶- تاریخ مشائخ نقشبند، ص ۱۶۷

۱۷- دہلوی، سید احمد: فرہنگ آصفیہ، لاہور، مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۷ء، ص ۵۸۵

۱۸- مہربان حسین، ڈاکٹر: صوفیائے کرام کی دینی واصلاحی خدمات، اشاعت اوّل، جہلم، ناشر دربار عالیہ رواتڑہ شریف، ۲۰۱۰ء/۱۴۳۱ھ، ص ۵۹

۱۹- فائق، محمد، پروفیسر: اکابرین اسلام طبع دوم، کراچی، نہال پریس، ۲۰۰۳ء، ص ۳۷۰

۲۰- بغدادی، محمد بن سلیمان: الحدیقۃ الندیۃ فی الطریقۃ النقشبندیہ، لاہور، دارالاخلاص، مرکز تحقیق اسلامی، ۲۰۰۰ء/۱۴۲۱ھ، ص ۳۷

۲۱- محمد اکرم، شیخ: اقتباس الانوار، لاہور، بزم اتحاد المسلمین، ۱۴۰۹ھ، ص ۶۰

۲۲- غوث علی شاہ: تذکرہ غوثیہ (ملفوظات حضرت غوث علی شاہ)، مرتبہ، مولانا گل حسن شاہ، لاہور، گنج شکر اکیڈمی، (س۔ن۔)، ص ۱۵۷

۲۳- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۳۵

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۲۴- محمد شعیب، شیخ: مرآۃ الاولیاء، اسلام آباد، انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۲۰۰۱ء، ص ۱۵۴

۲۵- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۲۶۲

۲۶- ایضاً، ص ۲۶۳

۲۷- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۲

۲۸- محمد زبیر، ابوالخیر، صاحبزادہ، ڈاکٹر: صوفیہ نقشبند، حیدر آباد، دکن، اسلام پبلی کیشنز، ۱۹۹۶ء، ص ۲۹-۳۰

۲۹- تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص ۲۶۸-۲۶۹

۳۰- شرقپوری، جمیل احمد، میاں: (مرتبہ) خزینۂ معرفت (ملفوظات خواجہ نقشبند)، لاہور، پروگریسو بکس، ۱۳۵۰ھ، ص ۹۷

۳۱- قصوری، محمد صادق، مولانا: ملفوظات نقشبندیہ، بار اوّل، لاہور، زاویہ پبلشرز، ۲۰۰۴ء، ص ۹۳-۱۱۷

۳۲- مرآۃ الاولیاء، ص ۱۵۵

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.